قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 15 جولائی 2022ء | 15 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 15 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 144

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۱۰﴾

(المؤمنون: 10)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک احمدی جس کا یہ دعویٰ ہے کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو سچا ثابت ہوتے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبروں کو پورا ہوتے دیکھ کر مسیح موعود کو مانا ہے۔ اس احمدی کا دوسروں کی نسبت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی بھی قدر کرتے ہوئے، اپنے رب کے آگے دوسروں سے زیادہ جھکے اور اپنی عبادتوں کے معیار اونچے سے اونچا کرتا چلا جائے۔ اگر کاموں کی زیادتی یا دوسری مصروفیات نے اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننے میں روک ڈال دی تو پھر احمدی کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوگا کہ اس نے اللہ کو، اللہ کے وعدوں کو پورا ہونے سے پہچانا۔ سچی پہچان کو تو اس کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دینا چاہئے تھا۔ اس کو نمازوں میں یہ دعا مانگنی چاہئے تھی جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔

پس ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔ اسے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے میں جب انسان کمزور ہو جاتا ہے، اس طرح محنت نہیں کر سکتا جس طرح جوانی میں کر سکتا ہے کیونکہ نمازیں بھی ایک طرح کی محنت چاہتی ہیں۔ ان کی ادائیگی بھی جو نمازیں ادا کرنے کا حق ہے اس محنت سے مشکل ہو جاتی ہے جس طرح جوانی میں ادا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیونکہ اپنے بندوں پر بخشش اور رحم کی نظر رکھنے والا ہے اس لئے وہ بڑھاپے اور کمزوری کے وقت کی جو کم عبادتیں ہیں ان کو بھی جوانی میں کی گئی عبادتوں کے ذریعے پورا کر دیتا ہے۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کو نوازنے کے طریقے۔

(خطبہ جمعہ 14 جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور دو مرتبہ فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم یقیناً میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا، اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا نہ بھولنا کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ تعالیٰ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیرا ذکر، تیرا شکر اور اچھے انداز میں تیری عبادت کرسکوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

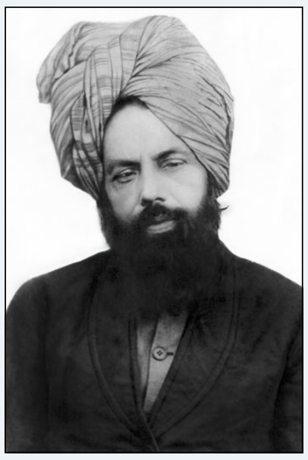

مخالفت نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ اور سو لے مگر وہ مخالفت نفس کر کے مسجد چلا جاتا ہے تو اس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے اور ثواب نفس کی مخالفت تک ہی محدود ہوتا ہے ورنہ جب انسان عارف ہوجاتا ہے تو پھر ثواب نہیں۔ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی عارف ہوجاتا ہے تو اس کی عبادت کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب نفس مطمئنہ ہوگیا تو ثواب کیسے رہا؟ نفس کی مخالفت کرنے سے ثواب تھا، وہ اب رہی نہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 552-553 ایڈیشن 1988ء)

اگر اس نے یہ زمانہ خدا کی بندگی، اپنے نفس کی آراستگی اور خدا کی اطاعت میں گزارا ہوگا تو اس کا اسے یہ پھل ملے گا کہ پیرانہ سالی میں جبکہ وہ کسی قسم کی عبادت وغیرہ کے قابل نہ رہے گا اور کسل اور کاہلی اسے لاحق حال ہوجاوے گی تو فرشتے اس کے نامہ اعمال میں وہی نماز روزہ تہجد وغیرہ لکھتے رہیں گے جو کہ وہ جوانی کے ایام میں بجالاتا تھا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 199 حاشیہ ایڈیشن 1988ء)

نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی ندا کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے۔ قبولیتِ دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 54)

اس شمارہ میں

- وہ اتنا پیارا ہے (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- ناصرہ بشارت مرحومہ آف اوکاڑہ کا ذکر خیر
- عقل اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ
- بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
- مسجد میرا میکہ!

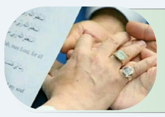

دربارِ خلافت

ہر ایک کو یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہم میں سے ہر ایک کو یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا کیوں ضروری ہے۔ تیرہ چودہ سال کے بچے بھی یہ سوال کرتے ہیں اور والدین اُن کو صحیح طرح جواب نہیں دیتے۔ اس بارے میں مَیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کر دیتا ہوں۔ یہ تفصیلی ایک ارشاد ہے۔ اس کو ذیلی تنظیمیں بعد میں اس کے حصے بنا کر سمجھانے کے لئے استعمال کرسکتی ہیں اور اس سے مزید رہنمائی بھی لے سکتی ہیں۔ ایک موقع پر بعض مولویوں نے آپ سے سوال کیا کہ ہم اب نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لاتے ہیں تو پھر ہمیں آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ:

’’دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیۂ نفس، ترکِ شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے‘‘۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے لیکن یہ ساری نیکیاں نہ بجالائے، برائیوں کو نہ چھوڑے، نیکیوں کو اختیار نہ کرے تو فرمایا کہ وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ ’’اور اُس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقتِ اسلام اور غایتِ نبوت اور غرضِ رسالت سے بے خبر محض ہے‘‘۔ یعنی کہ اُس کو پتہ ہی نہیں کہ نبوت کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اغراض ہیں؟ ’’اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان، خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآنِ شریف میں احکام دیئے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اُس کے نہ ماننے والے اور اُس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔ قرآن اور حدیث کے الفاظ میں فرق (جو کہ فرق نہیں بلکہ بالفاظِ دیگر قرآنِ شریف کے الفاظ کی تفسیر ہے) صرف یہ ہے کہ قرآنِ شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا ہے اور حدیث میں اسی خلیفہ آخری کو مسیح موعودؑ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس قرآنِ شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اُس کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟‘‘

فرمایا کہ: ’’خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اُس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے‘‘

یہاں مجدد کے بارے میں پھر بعض دفعہ لوگ غلطی کھا جاتے ہیں کہ اگر آتے رہیں گے تو کون ہوں گے؟ اس بارے میں ایک تفصیلی خطبہ مَیں پہلے دے چکا ہوں۔ اُس سے بھی نوٹس لئے جاسکتے ہیں کہ خلفاء ہی مجدد ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی وضاحت سے بیان بھی فرما چکے ہیں۔ جماعت کے لٹریچر میں بھی یہ سب کچھ موجود ہے۔ فرمایا: ’’دیکھو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ کَمَا کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ شریعتِ موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جیسا کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ مَیں آخری اینٹ ہوں۔ اسی طرح شریعتِ محمدی میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ اور اس طرح سے آخری خلیفہ کا نام بلحاظ مشابہت اور بلحاظ مفوضہ خدمت کے مسیح موعود رکھا گیا۔ اور پھر یہی نہیں کہ معمولی طور سے اس کا ذکر ہی کر دیا ہو بلکہ اُس کے آنے کے نشانات تفصیلاً کُل کتبِ سماوی میں بیان فرما دیئے ہیں۔ بائبل میں، انجیل میں، احادیث میں اور خود قرآنِ شریف میں اس کی آمد کی نشانیاں دی گئی ہیں اور ساری قومیں، یہودی، عیسائی اور مسلمان متفق طور سے اس کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔ اس کا انکار کر دینا کس طرح سے اسلام ہوسکتا ہے۔ اور پھر جبکہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اُس کے واسطے آسمان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اُس کی تائید میں نشان ظاہر کئے اور زمین پر بھی معجزات دکھائے۔ اُس کی تائید کے واسطے طاعون آیا اور کسوف وخسوف اپنے مقررہ وقت پر بموجب پیشگوئی عین وقت پر ظاہر ہوگیا۔ تو کیا ایسا شخص جس کی تائید کے واسطے آسمان نشان ظاہر کرے اور زمین اَلْوَقْت کہے وہ کوئی معمولی شخص ہوسکتا ہے کہ اُس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہو اور لوگ اُسے نہ مان کر بھی مسلمان اور خدا کے پیارے بندے بنے رہیں؟ ہرگز نہیں۔‘‘

فرمایا: ’’یاد رکھو کہ موعود کے آنے کی کُل علامات پوری ہوگئی ہیں۔ طرح طرح کے مفاسد نے دنیا کو گندہ کر دیا ہے۔ خود مسلمان علماء اور اکثر اولیاء نے مسیح موعود کے آنے کا یہی زمانہ لکھا ہے کہ وہ چودھویں صدی میں آئے گا…‘‘۔ فرمایا: ’’اس قدر متفقہ شہادت کے بعد بھی جو کہ اولیاء اور اکثر علماء نے بیان کی۔ اگر کوئی شبہ رکھتا ہو تو اُسے چاہئے کہ قرآنِ شریف میں تدبر کرے اور سورۃ النور کو غور سے مطالعہ کرے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ آئے تھے اسی طرح یہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی ہی میں مسیح موعود آیا ہے۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ سلسلہ موسوی کے خاتَم الخلفاء تھے اسی طرح اِدھر بھی مسیح موعود خاتم الخلفاء ہوگا‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 551، 552 ایڈیشن 2003ء)۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ میں آئندہ ہزار سال کا خلیفہ ہوں اور جو بھی اب آئے گا آپ کی متابعت میں ہی آئے گا۔

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء)

وہ اتنا پیارا ہے

خوشی کے پھول اگائے، وہ اتنا پیارا ہے
گلے سے سب کو لگائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ میرے ساتھ ہو تو دکھ کوئی زمانے کا
نہ میرے پاس بھی آئے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ شخص باغ میں آئے تو اُس کی جھلمل سے
چمن بھی نوروں نہائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ نور نور سا چہرہ، دعا دعا سا وجود
دلوں میں پیار جگائے، وہ اتنا پیارا ہے

مری دعا ہے اسے میری عمر لگ جائے
خدا غموں سے بچائے، وہ اتنا پیارا ہے

مغفورہ درانی۔ جرمنی

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

جانوروں اور پرندوں کے لئے رحمت

قسط 30

زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام
علیک الصّلوٰۃ علیک السّلام

رحیم و کریم مالکِ کل نے حضرت نبی کریم ﷺ کو کل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپؐ نہ صرف انسانوں کے حقوق کا خیال رکھتے اور رکھواتے تھے بلکہ حیوانوں اور حشرات الارض کے حقوق ادا کرنے کی بھی تلقین فرمائی ان کے لئے نرمی اور ہمدردی کا درس دیتے تھے۔ مکہ مدینہ میں جانور گھروں میں پالنے کا رواج تھا۔ جانور ان کی بہت سی ضروریات پوری کرتے تھے خوراک کے کام آتے تھے سواری بھی اونٹ، خچر اور گدھے پر ہوتی تھی کھالوں سے مشکیزے بنتے تھے۔غرضیکہ روزانہ زندگی کا اہم حصہ تھے۔

بلی ایک پالتو جانور ہے۔ اس کی خوراک وغیرہ کا خیال رکھنے کے لئے آپؐ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اُس نے اُس بلی کو (کسی جگہ) بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔ وہ عورت اُس کی وجہ سے دوزخ میں داخل کی گئی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جب اس نے بلی کو باندھا تو نہ اُسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اُسے کھلا چھوڑا کہ وہ (خود) زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیا کرتی۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الھرۃ)

اسی طرح آپؐ نے ایک کتے کی کہانی سنا کر جانوروں کو پانی پلانے کے ثواب کا ذکر فرمایا کہ ایک کتا کسی کنوئیں کے گرد گھوم رہا تھا۔قریب تھا کہ وہ پیاس سے مر جائے۔ اچانک اُسے بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے دیکھ لیا۔ اُس نے اپنا موزہ اُتارا اور اُس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کی مغفرت فرما دی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل سقی البھائم)

کتے کو پانی پلانے کے ثواب کا ایک دوسری جگہ بھی ذکر ہے۔ واقعہ کتے کا ہے لیکن سبق یہ ملتا ہے کہ جانداروں کی ضرورت پوری کرنا اللہ پاک کو کس قدر پسند ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ’’ایک شخص پیدل جا رہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی، اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور اس سے پانی پیا وہاں پر ایک کتا پیاس سے بے تاب گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اُس شخص نے سوچا اِس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو (کچھ دیر قبل) میری ہو رہی تھی، پس وہ دوبارہ کنویں میں اُترا اور اپنے جوتے میں پانی بھرا، پھر اُس کو منہ سے پکڑ کر اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُس کی مغفرت فرما دی‘‘ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اِن جانوروں کی وجہ سے بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ’’ہر ذی روح اور جاندار چیز کے ساتھ نیکی اور احسان کا اجر ملتا ہے۔‘‘

(سنن أبو داود، کتاب الجھاد، باب ما یؤمر بہ من القیام علی الدّواب والبھائم)

اونٹوں کے ذکر میں بڑا دلچسپ واقعہ ہے خود اونٹ نے نبیِ رحمت سے فریاد کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔ جب اُس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اِس اُونٹ کا مالک کون ہے، یہ کس کا اُونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء)

آپؐ کی نظریں مصیبت زدہ کو پہچان لیتی تھیں ایک دفعہ آپؐ کا گزر ایک اُونٹ کے پاس سے ہوا جس کی کمر اُس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ’’اِن بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جب یہ تندرست ہوں تو ان پر سوار ہوا کرو اور جب یہ تندرست نہ رہیں تو اِنہیں کھا لیا کرو۔‘‘

(سنن أبو داود، کتاب الجھاد، باب ما یومر بہ من القیام علی الدواب والبھائم)

ایک اور واقعہ یوں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی تو ایک اُونٹنی بندھی ہوئی دیکھی اور فرمایا: اِس سواری کا مالک کہاں ہے؟ تو کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کو بدستور بندھا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سواری (اونٹنی) کا مالک کہاں ہے؟ تو اُس کے مالک نے جواب دیا: یا نبی اللہ! میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ یا اسے باندھ کر رکھ (اور چارہ ڈال) یا اسے کھلا چھوڑ دے تا کہ وہ خود چارہ وغیرہ کھا لے۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 196-197)

آپؐ نے جانوروں کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا جانور تو سنتے نہیں اپنا اخلاق خراب ہوتا ہے ایک دفعہ ایک انصاری نے اونٹ کی ضد پر اسے بددعا دے کر لعنت ڈالی آپؐ نے فرمایا اب سامان وغیرہ اس اونٹنی سے اتار لو اور اسے خالی چھوڑ دو اب یہ ہمارے ساتھ نہ چلے اب یہ لعنت والی اونٹنی ہو گئی ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلہ)

بکری پر رحم کے ثواب میں اللہ کا رحم ملے گا کتنی بڑی نوید عطا فرمائی تا کہ جانوروں سے نرمی کا سلوک ہو۔

ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اُس پر رحم آتا ہے، یا یہ کہا کہ مجھے بکری کو ذبح کرنے سے اُس پر رحم آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر تجھے بکری پر رحم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔‘‘

ایک شخص بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا دیکھا تو فرمایا: ’’اس کا کان چھوڑ دو گردن سے پکڑ لو‘‘

(ابنِ ماجہ۔ کتاب الذبائح باب 3)

آپؐ کی رحمت و شفقت کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ جانور ہے ذبح کرنا ہے چھری سے گلا کاٹنا ہے اس کو تکلیف تو ہو گی آپؐ نے یہ سوچا کہ اس تکلیف کو کس طرح کم کیا جا سکتا ہے، چھری تیز نہ ہوئی تو ٹھیک سے گلا نہیں کٹے گا اور جانور تڑپتا رہے گا۔ آپ ﷺ فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو نرمی اور مہربانی سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ اگر تم کسی جانور کو مارنے لگو تو اس میں بھی نرمی اور رحم دلی دکھاؤ جب کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے اور رحمدلی کے طریق سے ذبح کرو، مثلاً تم اپنی چھری خوب تیز کر لو اور اس طرح سے اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔‘‘

(مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح)

جانور کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے آپؐ نے تین آدمیوں کو اکٹھا سوار ہونے سے منع فرمایا۔ اسی طرح کمزور جانوروں پر بھی سواری پسند نہ فرمائی۔ انہیں گرم سلاخوں سے چہرے ناک وغیرہ پر داغنے سے منع فرمایا کہ اس طرح اذیت دینے کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔ اگر ضروری ہے تو پیٹھ کی ہڈی پر نشان لگا سکتے ہیں تا کہ جانور کو تکلیف کم ہو۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 8 صفحہ 203 والبخاری فی الأدب المفرد)

چھوٹے چھوٹے خوش نما پرندے بھی سمجھتے تھے کہ ہمارا چارہ گر کوئی ہے تو حضرت محمد ﷺ ہے۔ آپؐ نے ایک سفر میں پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے جا کر ایک چڑیا کے گھونسلے سے انڈے نکال لئے۔ وہ چڑیا آ کر رسول کریمؐ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سر پر منڈلانے لگی۔ آپؐ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا کہ اس پرندہ کو کس نے دکھ پہنچایا ہے۔ ایک شخص نے کہا، حضور میں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں، رسول کریمؐ نے فرمایا: ’’جاؤ! اس کے انڈے واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دو‘‘

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 404)

آپؐ نے شکاری پرندے نیز چیونٹی، شہد کی مکھی اور ہد ہد کو مارنے سے منع فرمایا۔ حشرات الارض پر رحمت کا اندازہ اس روایت سے بھی ہوتا ہے کہ آپؐ نے گھروں میں رہنے والے چھوٹے بے ضرر سانپوں کو مارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

آپؐ ایک عظیم ہمدردی اور دوسروں کا احساس رکھنے والے انسان تھے جانوروں سے بھی محبت کرتے تھے مثال کے طور پر ایک بلی کو اپنے کپڑے پر سوئے ہوئے دیکھا تو وہاں سے اٹھانا پسند نہ کیا کہا جاتا ہے کہ کسی معاشرے کا ایک امتحان جانوروں کے ساتھ لوگوں کا رویہ ہوتا ہے تمام مذاہب محبت کے رویے کی حوصلہ افزائی کرتے اور عالم قدرت کی عزت کرتے ہیں محمد ﷺ یہی سبق دینا چاہتے تھے۔ جاہلیت میں عرب جانوروں سے بہت برا سلوک کرتے تھے۔ وہ زندہ جانوروں سے کھانے کے لئے گوشت کاٹ لینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ وہ اونٹوں کی گردنوں میں تکلیف دہ حلقے ڈال دیتے تھے محمد ﷺ نے جانوروں کو داغنے کے ظالمانہ طریق اور جانوروں کی لڑائیوں سے روک دیا۔

(Muhammad A Biography of prophet by Karen Armstrong page 231)

(منقول از اسوہ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 582)

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کا سب سے بہترین نمونہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ میں نظر آتا ہے۔ آپؐ کا عکس آپؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ میں بھی نمایاں تھا۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

بقیہ صفحہ 5 پر

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 25

سوال:۔ ایک شخص کے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد رجوع کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کے استفسار پر اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔ طلاق کے اسلامی حکم، جس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ کو انہوں مذاق بنایا ہوا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دیتے رہے ہیں۔ یہ کوئی طیش نہیں بلکہ سراسر جہالت ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک رخصت کی تضحیک ہے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ ان کے دل میں بسا ہوا ہے کہ بیوی کو تنگ کرنے کیلئے طلاق ایک بہترین ہتھیار ہے۔ اور جب چاہیں بغیر سوچے سمجھے اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ایسے لوگوں کی ہی تادیب اور اصلاح کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وقت میں دی جانے والی تین طلاقوں کو تین شمار فرمایا تھا۔ اس لئے میرے نزدیک تو یہ طلاق ہوگئی ہے اور اب رجوع نہیں ہوسکتا۔ لیکن پھر بھی مزید جائزہ لے لیں۔

سوال:۔ کسی کاروباری کمپنی میں نفع و نقصان کی شراکت کی شرط کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے بارہ میں راہنمائی فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔ دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں بھی کئی قسم کے کاروبار کرتی ہیں۔ کچھ کاروبار انہوں نے ظاہر کئے ہوتے ہیں، جن میں کسی قسم کی شرعی یا قانونی خلاف ورزی نہیں ہوتی لیکن کچھ کاروبار انہوں نے سائیڈ بزنس کے طور پر اختیار کئے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے Profile میں Highlight نہیں کرتیں۔ اور ایسے کاروباروں میں بعض اوقات دینی یا قانونی قواعد و ضوابط کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا ہوتا۔

پس اگر کسی کمپنی کے کاروبار کی تفصیلات واضح ہوں یا آسانی سے ان کے کاروبار کی تفصیلات معلوم ہوسکیں اور ان میں کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق موجود ہو تو پھر ایسی کمپنی کے ساتھ نفع نقصان میں شراکت کی شرط کے ساتھ بھی کاروبار نہیں کرنا چاہئے۔

ہاں یہ ٹھیک ہے کہ چونکہ آجکل اکثر مسائل زیروزبر ہوگئے ہیں۔ لہٰذا کمپنی کے جو کاروبار نظر آرہے ہوں ان میں اگر کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق نہ ہو تو پھر نفع و نقصان میں شراکت کے ساتھ کاروبار میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس کمپنی نے اپنے کاروبار کا کچھ حصہ سائیڈ بزنس کے طور پر رکھا ہوا ہے جس کے بارہ میں وہ اپنے شراکت داروں کو کچھ نہیں بتاتی تو پھر اس بارہ میں بلاوجہ وہم میں پڑنے یا خواہ مخواہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ غیر قانونی ہے تو پھر اس سے علیحدگی کر لینی چاہئے۔

سوال:۔ صدقات کی رقم کو مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کے بارہ میں فقہی مسائل میں دیئے جانے والے ایک جواب کی درستی کرواتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب بنام محترم ناظم صاحب دارالافتاء مؤرخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔ صدقات کی رقم کو مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کے بارہ میں آپ کی طرف سے فقہی مسائل میں دیا جانے والا جواب مجھے کسی نے بھجوایا ہے، جس میں آپ نے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 60 سے استدلال کرتے ہوئے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

صدقہ کا لفظ قرآن و حدیث میں اسلام کے ایک فرض رکن زکوٰۃ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ اللہ کی رضا کی خاطر غرباء و مساکین کی مدد اور اعانت کیلئے دیئے جانے والے دیگر صدقات کیلئے بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اور ہر جگہ کا سیاق و سباق اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اُس جگہ استعمال ہونے والا لفظ اسلامی رکن زکوٰۃ کیلئے آیا ہے یا دیگر صدقات کیلئے استعمال ہوا ہے۔ سورۃ التوبہ کی مذکورہ آیت میں بیان صدقات سے مراد اموال زکوٰۃ ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے استدلال کر کے زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات کی رقم کو مسجد فنڈ میں خرچ کرنے کا فتویٰ درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت نے زکوٰۃ اور دیگر صدقات میں فرق کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدقہ کے گوشت کو صرف غرباء کا حق قرار دیا اور انہیں میں تقسیم کی ہدایت فرمائی۔ لیکن لنگرخانہ میں اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی حالانکہ لنگرخانہ میں عام طور پر مسافروں کے قیام و طعام کا انتظام ہوتا ہے اور آپ کے استدلال کے مطابق تو پھر فی سبیل اللہ اور ابن السبیل کے تحت ان کیلئے بھی اس قسم کے صدقہ کے گوشت کی اجازت ہونی چاہئے تھی۔

فی سبیل اللہ یا ابن السبیل سے اس قسم کا استدلال خاص حالات میں تو ہوسکتا ہے اور ایسی تشریح کرنا بھی خلیفۂ وقت کا حق ہے۔ اگر ہر شخص اس قسم کے استدلال کر کے جواز کی راہیں نکالنا شروع کر دے تو مسائل میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جہاں بینکوں سے ملنے والے سود کو اشاعت اسلام کی مد میں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے، اسے صرف اسلام کی غربت کی حالت میں اضطراری طور پر اور وقتی اجازت قرار دیا ہے۔ نیز صرف اشاعت اسلام کی مد میں لٹریچر وغیرہ کی اشاعت میں اس کے خرچ کی اجازت دی ہے، مساجد وغیرہ کی تعمیر کیلئے اجازت نہیں دی۔

پس ان امور کی روشنی میں پہلے خلفائے احمدیت کی طرح میرا بھی یہی موقف ہے کہ صدقات کی رقم مساجد فنڈ میں نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا اسی کے مطابق آپ کا بھی فتویٰ ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ آپ کے پاس اپنے موقف کے حق میں اگر کوئی اور دلائل ہیں تو علمی بحث کے طور پر بے شک مجھے اپنی رپورٹ بھجوا دیں۔

سوال:۔ صدقات کی رقم مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے نیز جماعت کے خلاف بدزبانی کرنے والے کی وفات پر تعزیت کیلئے جانے کے بارہ میں ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض راہنمائی عریضہ تحریر کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جولائی 2020ء میں ان امور کے بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ مساجد فنڈ کیلئے صدقہ کی رقم کے بارہ میں آپ کا موقف بالکل درست ہے۔ صدقات کی رقم سے مساجد تعمیر نہیں کی جاتیں۔ مسجد بنانے کیلئے الگ سے ہدیہ دینا چاہئے۔ اسی لئے جماعت میں بھی جہاں ضرورت ہو مساجد کی تعمیر کیلئے الگ مساجد فنڈ کی تحریک کی جاتی ہے۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جماعت کے خلاف بدزبانی کرنے والا تھا اس کی وفات پر تعزیت کیلئے جانے کی ضرورت کیا ہے؟ ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق تو نہیں ملی لیکن اس نے اپنی زندگی میں کبھی جماعت کی مخالفت نہیں کی تو ایسے شخص کی وفات پر اس کے عزیزوں سے تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال:۔ ایک خاتون نے محمد بن عبدالجبار النفری کی کتاب ''المواقف'' کی عبارت ''أُدْعُنِي فِي رُؤْيَتِي وَلَا تَسْئَالْنِي، وَسْئَلْنِي فِي غَيْبَتِي وَلَا تَدْعُنِي'' (یعنی میرے دیکھنے کی حالت ہوتے ہوئے مجھ سے دعا کرو مگر مجھ سے مانگو نہیں اور میرے غائب ہونے کی حالت میں مجھ سے مانگو اور مجھ سے دعا نہ کرو) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے دریافت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے مانگنے میں کیا فرق ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 02 جولائی 2020ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ تصوف کی مذکورہ بالا کتاب میں بیان یہ عبارت نہ تو قرآن کریم کا کوئی حکم ہے اور نہ ہی کسی حدیث پر مبنی اصول ہے۔ یہ اس کتاب کے مصنف کی بیان کردہ ایک عبارت ہے۔

قرآن کریم اور احادیث میں دعا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ تمہاری دعا کسی سوال پر مبنی نہیں ہونی چاہئے۔

پھر ایک حدیث قدسی میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں نچلے آسمان پر اترتا ہے اور اعلان کرتا ہے مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ ایک ہی موقعہ پر دعا کرنے اور سوال کرنے دونوں کا حکم فرما رہا ہے۔

پھر حدیث میں ہی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سجدہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لئے اس موقعہ پر کثرت سے دعا کیا کرو۔ اس میں بھی حضور ﷺ نے ایسی کوئی ممانعت نہیں فرمائی کہ تمہاری یہ دعا کسی سوال پر مبنی نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے کلام میں ہمیں یہی نصیحت فرمائی ہے کہ ہمیں اپنی دینی و دنیوی تمام ضرورتیں اللہ تعالیٰ کے حضور ہی عرض کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اپنے ایک شعر میں آپ فرماتے ہیں:۔

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

پھر مذکورہ بالا کتاب میں درج عبارت کے حوالہ سے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کب سامنے نہیں ہوتا؟ وہ تو ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔

پس میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے سوال کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ علمی حد تک زیادہ سے زیادہ اس فقرہ کی یہ تشریح ہوسکتی ہے کہ چونکہ انسان کو جب کسی کے موجود ہونے کا ڈر ہو تو وہ برائی کرنے سے احتراز کرتا ہے، چنانچہ موجودہ دور میں سی سی ٹی وی کیمروں کی مثال اس کی ایک بین دلیل ہے۔ اس لئے جب کبھی انسان کے دل میں یہ خیال آئے کہ اسے تو کوئی نہیں دیکھ رہا اور شیطان اسے کسی برائی کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرے تو اسی وقت اسے اپنے ایمان کے بارہ میں فکرمند ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے اسی کے در کا سوالی بن کر اس کے سامنے جھک جانا چاہئے۔

سوال:۔ مکرم انچارج صاحب عربک ڈیسک یوکے کے ایک استفسار بابت صلاۃ التسبیح کے متعلق راہنمائی کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 19 جولائی 2020ء میں ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ علمائے سلف میں صلاۃ التسبیح کے متعلق مروی احادیث پر دونوں قسم کی آراء موجود ہیں، کچھ نے ان احادیث کو قابل قبول قرار دیا ہے اور کچھ نے ان احادیث کی اسناد پر جرح کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ میں بھی اس بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس نماز کو مستحب کا درجہ بھی نہیں دیتے جبکہ دیگر فقہاء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

صلاۃ التسبیح کی بابت مروی احادیث سے یہ بات تو قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خود اس نماز کو کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین سے اس نماز کے پڑھنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مبعوث ہونے والے حضور ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اس نماز کے پڑھنے کی کوئی روایت ہمیں نہیں ملتی۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص یہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پھر ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہئے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص ایک ایسے وقت میں نماز پڑھ رہا تھا جس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی شکایت حضرت علیؓ کے پاس ہوئی تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس آیت کا مصداق نہیں بننا چاہتا۔ أَرَأَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى یعنی تو نے دیکھا اس کو جو ایک نماز پڑھتے بندے کو منع کرتا ہے۔

باقی جہاں تک فقہ احمدیہ کی عبارت کا تعلق ہے تو فقہ احمدیہ میں کئی ایسی باتیں شامل ہو گئی ہیں جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ اسی لئے فقہ احمدیہ کی نظر ثانی کروائی جارہی ہے۔ جب فقہ احمدیہ کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہو گا تو ان شاء اللہ اس عبارت کو بھی ٹھیک کر دیا جائے گا۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ سورۃ النساء کی آیت 16 اور 17 کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو مختلف تفاسیر بیان فرمائی ہیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 19 جولائی 2020ء میں اس بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔قرآن کریم کسی ایک زمانہ یا ایک قوم کیلئے نازل نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک تمام دنیا کی راہنمائی کیلئے نازل فرمایا ہے اور ہر زمانہ میں وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو اس زمانہ کے حالات کے مطابق اس سے مسائل کے استنباط کا علم بھی عطاء فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں۔ لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے کئے گئے وعدہ کے مطابق آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں دین محمدی کی تجدید اور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور اسی قرآنی بشارت کے مطابق آپ کو قرآنی علوم اور اس کے روحانی معارف سے وافر حصہ عطاء فرمایا۔ اور پھر آپؑ کے وسیلہ اور برکت سے آپؑ کے بعد جاری ہونے والی خلافت کی مسند پر متمکن ہونے والے ہر فرد کو علوم قرآنی سے نوازا۔ ان وجودوں نے اپنے اپنے دور میں، اُس زمانہ کے حالات کے مطابق خدا تعالیٰ سے علم پا کر اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کریم کے معارف دنیا کیلئے بیان فرمائے۔

آنحضور ﷺ نے قرآن کریم کے مختلف متن اور مختلف بطون ہونے کی جو بشارت دی ہے، اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی کا فیض پانے والے لوگ مختلف زمانوں میں اس سے ایسے مسائل اور علوم کا استنباط کرتے رہیں گے جس کے نتیجہ میں یہ کتاب ہر زمانہ میں تر و تازہ رہے گی۔

آپ نے اپنے خط میں جن آیات کا ذکر کیا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سب نے اپنے اپنے خداداد علم کے نتیجہ میں ان آیات کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔جس کے مطابق ان آیات سے معاشرہ میں پائی جانے والی مختلف قسم کی برائیوں کا استنباط کر کے ان کی شناعت بیان کی اور اپنے متبعین کو ان برائیوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آیات سے ایسے ناپسندیدہ افعال اور بُرے اخلاق کی باتیں مراد لی ہیں، جن کا تعلق جھگڑا فساد جیسے قبیح امور سے ہے۔ اور آج سے ستر اسی سال قبل ایسے مرد و خواتین جو اپنے گرد و نواح میں بلاوجہ جھگڑا فساد کی فضاء پیدا کرتے تھے، اخلاقاً بہت بُرے سمجھے جاتے تھے اور اُس زمانہ میں مردوں کی مردوں اور عورتوں کی عورتوں کے ساتھ جنسی بے راہ روی معاشرہ میں عام نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اُس زمانہ میں ان آیات میں بیان ناپسندیدہ افعال کی وہی تشریح فرمائی جو اُس زمانہ میں عام طور پر شناعت کے دائرہ میں داخل تھی۔

اور اب اس نئے زمانہ میں مرد و خواتین کی اس قسم کی جنسی بے راہ روی جسے Gay Movement کہا جاتا ہے، معاشرہ میں عام ہو رہی ہے، اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس زمانہ کے حالات کے مطابق قرآن کریم کی ان آیات کی یہ تشریح فرمائی ہے اور ان آیات میں بیان بُرائی سے موجودہ زمانہ میں پھیلنے والی جنسی بے راہ روی مراد لی ہے۔

قرآن فہمی کے معاملہ میں اس قسم کے اختلاف میں کوئی حرج نہیں بلکہ حضور ﷺ نے اپنی امت میں پائے جانے والے اس قسم کے علمی اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں قرآن کریم سے مختلف قسم کے استدلال کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

سوال:۔ ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ نکاح کے فوراً بعد قبل اس کے کہ خاوند بیوی کو چھوئے، رشتہ ختم ہوجانے کی صورت میں اس عورت پر کوئی عدت ہے۔ نیز ایسی صورت میں یہ عورت اپنے اس پہلے خاوند سے شادی کرسکتی ہے جس سے اسے طلاق بتہ ہو چکی ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 جولائی 2020ء میں اس مسئلہ کے بارہ میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ نکاح کے بعد اور میاں بیوی میں تعلقات قائم ہونے سے قبل ہونے والی طلاق میں عورت پر کوئی عدت نہیں جیسا کہ قرآن کریم اس بارہ میں واضح طور پر فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (الاحزاب:50) یعنی اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے شادی کرو، پھر ان کو ان کے چھونے سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کوئی حق نہیں کہ ان سے عدت کا مطالبہ کرو، پس (چاہئے کہ) ان کو کچھ دنیوی نفع پہنچا دو اور ان کو عمدگی کے ساتھ رخصت کر دو۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ عورت اپنے پہلے خاوند سے جس سے اسے طلاق بتہ ہو چکی ہے رجوع نہیں کرسکتی، کیونکہ طلاق بتہ کی صورت میں دوسرے خاوند کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم ہونا ضروری ہیں۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک عورت جسے اپنے خاوند سے طلاق بتہ ہو چکی تھی اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی کی اور شادی کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس دوسرے خاوند کے تعلقات زوجیت قائم نہ کر سکنے کی شکایت کی۔ جس پر حضور ﷺ نے اس عورت کو فرمایا کہ شاید تم اپنے پہلے خاوند کے پاس لوٹنا چاہتی ہو لیکن ایسا نہیں ہوسکتا جب تک کہ یہ دوسرا خاوند تمہارے ساتھ تعلقات زوجیت قائم نہ کر لے۔

(صحیح بخاری کتاب الطلاق بَاب مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ)

ایسی صورت میں یہ بات مدنظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ طلاق بتہ کے بعد دوسرے شخص سے اس غرض سے شادی کرنا کہ اس سے طلاق لے کر پہلے خاوند کے ساتھ رجوع کیا جاسکے، یا وہ مرد اس عورت سے اس غرض سے شادی کرے کہ شادی کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تا کہ وہ عورت اپنے پہلے خاوند کی طرف لوٹ سکے، تو اس قسم کی منصوبہ بندی کو شریعت نے نہایت ناپسند فرمایا ہے اور اس قسم کی شادی کرنے اور کروانے والے مرد و عورت پر آنحضور ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

(سنن ترمذی کتاب النکاح بَاب الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ)

بقیہ: ربط ہے جان محمدؐ...... از صفحہ 3

خواجہ عبدالرحمن صاحب کشمیر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ان کو خط میں لکھا کہ ایک دفعہ ایک بہت موٹا کتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں گھس آیا۔ اور ہم بچوں نے اسے دروازہ بند کر کے مارنا چاہا۔لیکن جب کتّے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا اور آپؑ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 313 روایت نمبر 342 جدید ایڈیشن)

آپؓ سے ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ میاں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا: ’’میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت نمبر 178 صفحہ 176 جدید ایڈیشن)

کتنی پر حکمت بات ہے رحم اور ایمان لازم ملزوم ہیں۔ رحمۃ للعالمینؐ کے شیدائی نے جانور پر بھی ظلم برداشت نہ کیا۔ آپؑ کے رحم کی وسعتیں بے کراں تھیں۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں: ’’میں بچپن میں ایک دفعہ ایک طوطا شکار کر کے لایا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر کہا کہ محمود! اس کا گوشت حرام تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کے لئے ہی پیدا نہیں کیا۔بعض خوبصورت جانور دیکھنے کے لئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں راحت پائیں۔بعض جانوروں کو عمدہ آواز دی ہے کہ ان کی آواز سن کر کان لذّت حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر حس کے لئے نعمتیں پیدا کی ہیں وہ سب کی سب چھین کر زبان ہی کو نہ دے دینی چاہئیں۔ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ درخت پر بیٹھا ہوا دیکھنے والوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہوگا۔‘‘

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 263)

آپؑ کی محبت انسان حیوان سب کے لئے تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین اللّٰھم آمین۔

صہیب احمد

میری خالہ

ناصرہ بشارت مرحومہ آف اوکاڑہ

میری پیاری خالہ جان مکرمہ ناصرہ بشارت صاحبہ مؤرخہ 21 مئی 2022ء کو ہمارے خاندان کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ یقیناً آپ کی وفات کی خبر ہمارے خاندان کے لئے ایک گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

آپ مکرم چوہدری سلطان علی صاحب (مرحوم) آف لاہور کی بڑی بیٹی اور مکرم چوہدری منور علی صاحب سابق قائد ضلع و سیکرٹری امور عامہ ضلع لاہور کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کی شادی 1977ء میں مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب سابق اسکول ٹیچر سے ہوئی۔ خالہ جان کے اوصاف حمیدہ کو لکھنے سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر کی طرف ذہن گیا جس میں آپؑ فرماتے ہیں ''میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 336) حقیقت یہ ہے کہ خالہ جان اللہ کے فضل سے اس اقتباس میں بیان کردہ دونوں پہلوؤں کی عملی تصویر تھیں، لیکن مضمون ہذا میں خاکسار یہ مختصر سا نقشہ کھینچنے کی کوشش کرے گا کہ خالہ جان کس طرح بیان کردہ اقتباس کے دوسرے حصہ کی عملی تصویر تھیں۔

میری خالہ جان نے ''آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو'' کا اپنی زندگی میں وہ عملی نمونہ پیش کیا جس کا ذکر پورے خاندان میں زبان زد عام ہے۔ وفات کے موقع پر ہر ایک کی زبان پر بے ساختہ یہ جملہ جاری تھا کہ خالہ جان نے محبت اور ہمدردی کا اپنی زندگی میں بے مثال نمونہ پیش کیا۔ میری پیاری خالہ جان نہایت اعلیٰ درجہ کی ماں، اعلیٰ درجہ کی بیوی، اعلیٰ درجہ کی بہن، نہایت محبت کرنے والی، نہایت شفیق، نہایت ملنسار، نہایت وفا شعار، اعلیٰ ظرف، نہایت صابر و شاکر، فرشتہ صفت اور نفیس خاتون تھیں۔ میری پیاری خالہ جان نے خدمت انسانیت کی جو اعلیٰ مثالیں قائم کی تھیں وہ بے مثال تھیں۔ انہوں نے انسانیت سے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت کی کہ اپنے نفس کی بھی پرواہ نہ کی۔ گویا کہ وہ قرآن کریم کی اس آیت کی عملی تصویر تھیں کہ وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ: اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ (الحشر: 10) خالہ جان کی خوبیوں کا ذکر تو نہایت طویل ہے ان کی بنیادی خوبی، دوسروں کو نہایت اعلیٰ طور پر عزت و اکرام دینا ہوتا تھا۔ لوگوں کو عزت دینے میں انہوں نے کبھی بھی امیر اور غریب میں فرق نہیں کیا۔ خاندان میں ہر کسی کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنا، ہر ایک کے غم کو اپنا غم جاننا، ہر ایک کے مسائل کو اپنے مسائل جاننا ان کے بنیادی اوصاف میں سے ایک اہم ترین وصف تھا۔ جب کسی مجلس میں بیٹھتیں تو نہایت اعلیٰ درجہ کی گفتگو کرتیں اگر کوئی اپنی پریشانی کا ذکر کرتا تو نہایت احسن انداز میں اس کی راہنمائی کرتیں۔ انسانیت سے محبت کرنے کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور ہر ایک کی خدمت کرنے میں ان کو خاص تسکین حاصل ہوتی تھی اور یہ خدمت کا جذبہ بے لوث تھا۔ خالہ جان کو دوبار صدر لجنہ اماء اللہ بیت الناصر اوکاڑا شہر خدمت کی توفیق بھی ملی۔ علاوہ ازیں حلقہ کے اجلاسات کے لئے اپنے گھر کو ہمیشہ پیش رکھا۔ اجلاسات پر آنے والی لجنہ و ناصرات کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتی تھیں۔

میری پیاری خالہ جان کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک اہم وصف مالی معاونت بھی تھی۔ انہوں نے انسانیت سے محبت کرنے کی خاطر مال کی رتی برابر بھی پروا نہیں کی۔ جب کبھی خاندان میں کسی کو کسی بھی وقت مالی مدد کی ضرورت آن پڑی ہے تو خالہ جان اس مشکل موقع پر مالی لحاظ سے مکمل طور پر ان کے ساتھ کھڑی ہوتیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے تَهَادُوْا تَحَابُوْا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (المؤطا، باب ما جاء فی المہاجرۃ) میری خالہ جان کا کثرت سے تحائف دینا بھی ایک خاص وصف تھا۔ پورے خاندان میں جب کبھی بھی کس بھی قسم کا کوئی خوشی کا موقع ہوتا تو خالہ جان سب سے پہلے اس فیملی کی خوشی میں شامل ہوتیں اور اپنی خوشی کا اظہار تحائف سے ضرور کرتیں۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ ہر کسی موقع پر ہی وہ تحائف دیں بلکہ جب بھی آپ اپنے عزیز و اقرباء کے گھروں میں جاتیں تو تحائف ضرور لے جاتیں اور اگر کوئی آپ کے گھر آتا تو وہ تحائف دے کر رخصت کرتیں اور کبھی بھی غریب اور امیر کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا۔

خالہ جان نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ تھیں اور گذشتہ 33 سال سے ایک پرائیوٹ اسکول گھر کے نچلے حصہ میں چلا رہی تھیں۔ شروع شروع میں تو اس اسکول سے اپنی خانگی ضروریات پوری کیں۔ تقریباً عرصہ 20 سال سے جب سے ان کے بچوں کی آمدن شروع ہوئی تو اس اسکول کی ساری آمدن غریب اور مستحق احمدی اور غیر احمدی بچیوں کی شادیوں میں بھی لگا دیتی تھیں۔ اسکول میں بہت سارے غیر احمدی اور عیسائی بچے بالکل فری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیشہ اس بات کو خیال رکھتیں کہ کسی کی مدد کرتے ہوئے اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

خالہ جان کا تربیت کرنے کا انداز بالخصوص چھوٹے بچوں کی، نہایت حسین تھا۔ وہ بچوں کی عزت نفس کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ خالہ جان نے نہایت محبت اور نہایت ہمدردی سے تربیت جیسے اہم فرض کو سرانجام دیا۔ رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق أَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوْا أَدَبَهُمْ: کہ اپنی اولاد کی تکریم کرو اور انہیں بہتر آداب سکھاؤ۔ (سنن ابن ماجہ) انہوں نے اپنی اولاد کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت کی اور یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام اولاد اپنی والدہ کی تربیت کی وجہ نہایت اچھی اور باوقار زندگی گزار رہی ہے۔ خالہ جان کے بڑے بیٹے مکرم یاسر جاوید صاحب آجکل انصار اللہ برمنگھم یو۔کے کی ریجنل عاملہ میں بطور ایڈیٹر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں، قبل ازیں پاکستان میں ہوتے ہوئے جلسہ سالانہ قادیان کے قافلوں کو باڈر تک پہنچانے اور باڈر پر متعلقہ امور کی انجام دہی کی بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے چھوٹے بیٹے مکرم عامر احمد صاحب آج کل بطور قائد مجلس کراوُلے، سیکرٹری تربیت جماعت کراوُلے برمنگھم، کمپلائنس آفیسر ہومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل اور ممبر آف حفاظت خاص ٹیم برائے جلسہ سالانہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں، قبل ازیں ناظم اطفال علاقہ لاہور بھی خدمت کا موقع ملا۔

غرض میری خالہ جان ہمارے پورے خاندان کا چمکتا ہوا ہیرا تھیں جن کی کرنیں صرف خاندان کے افراد تک ہی نہیں پہنچی بلکہ جنازہ کے موقع پر غیر از جماعت خواتین نے بھی شمولیت اختیار کی اور بے ساختہ ان کے زبانوں پر یہ جملے جاری تھے کہ ہمیں جس روپ میں بھی آپ کی ضرورت پڑی آپ ہمارے ساتھ رہیں، ہمیں ماں کی ضرورت پڑی تو آپ نے ماں سے بڑھ کر پیار کیا، ہمیں بہن کی ضرورت پڑی تو آپ نے بہن سے بڑھ کر پیار کیا، غرض خالہ جان کی محبتوں کا فیض صرف رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور اقربا پروری تک محدود نہیں تھا بلکہ ان کی شفقتوں اور عنایات کا سلسلہ غیر از جماعت خواتین سے بھی پایا جاتا تھا۔ میری پیاری خالہ جان کی خوبیوں، محبتوں، شفقتوں اور عنایات کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں میری خالہ جان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں ان کے والد مکرم چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم کی اعلیٰ درجہ کی تربیت شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ میری پیاری خالہ جان کو اپنی رحمت، محبت اور عافیت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ خالہ جان نے سوگواران میں خاوند کے علاوہ پانچ بچے اور بارہ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ وہ ہمارے خاندان کو اور بالخصوص خالہ جان کی اولاد کو آپ کی تمام نیکیاں اولاد در اولاد میں جاری کرنے کی توفیق عطاء فرمائے تاکہ میری پیاری خالہ جان کا ذکر خیر ہر وقت ہماری زبانوں پر جاری رہے۔

دعا کا تحفہ

ظالموں کا انجام دیکھ کر ظلم سے بچنے کی دعائے عبرت

اصحاب اعراف (یعنی کامل مومن) جب جنت کے بعد جہنم کا نظارہ کریں گے تو معاً یہ دعا پڑھیں گے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۸﴾

(الاعراف: 48)

اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم میں سے مت بنائیو۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 19)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

جاذب محمود۔ طالب علم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

عقل اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ

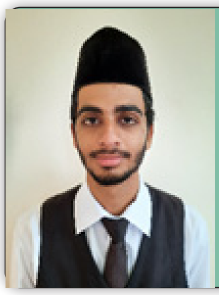

شام کی جنگ کو دس سال سے زائد ہو گئے ہیں۔ مارچ 2011ء سے وہاں قتل و غارت جاری ہے۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق اب تک بارہ ملین شامی اپنے گھروں کو چھوڑ چکے ہیں اور قریباً چھ لاکھ لوگ مر چکے ہیں۔ حال ہی میں UNO کے سیکریٹری جنرل نے کہا ہے کہ ’’اس دس سالہ جنگ سے صرف تباہی اور مصیبت ہی آئی ہے‘‘۔ ملک کا طبی نظام برباد ہو چکا ہے اور بہتوں کو کھانے پینے اور رہائش کی سہولت میسر نہیں۔ بہت سے بچے اس جنگ کے سایہ میں پلے جا رہے ہیں جن کو پچھلے دس سال سے صرف دھماکوں اور گولیوں کی آوازیں آتی رہی ہیں۔

اس قسم کے ظلم وستم دنیا کے بہت سی جگہوں پر ہو رہے ہیں۔ لوگ جنگ بھوک پیاس نا انصافی اور غربت جیسی مصیبتوں سے دو چار ہیں۔ مگر بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ آج دنیا نے بہت ترقی کر لی ہے۔ ہم اس وقت دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ امن میں رہ رہے ہیں۔

بے شک یہ بات قابل قبول ہے کہ آج پہلے سے بڑھ کر انسان امن میں رہ رہا ہے مگر ایسے لوگوں کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر دنیا بہت ترقی کر گئی ہے تو پھر اب تک اتنے لوگ مظالم کا شکار کیوں ہیں یہاں تک کہ تقریباً چار ارب لوگ کسی نہ کسی طریق سے غربت کا سامنا کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اتنی ترقی کر لی ہے تو ان لوگوں کو اب تک اس قسم کی غربت میں نہیں ہونا چاہئے تھا۔

عصر حاضر میں دنیا نے عقل پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بہت ترقی کی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک نے مذہب ترک کرتے ہوئے بہت ترقی کر لی ہے اور وہ اس بات کو بطور دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ دین یا مذہب کی اب ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اتنی ترقی کے باوجود انہی ممالک میں آج بھی جنگی جرائم، نسل پرستی اور نا انصافی وغیرہ کا دور دورہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بنی نوع انسان کو اسلام کی راہ پر چلانے کے لئے آئے تھے ایک نہایت عمدہ مضمون کو اپنی کتاب براہین احمدیہ میں تحریر کرتے ہیں۔ آپ نہایت فصاحت سے بیان کرتے ہیں کہ الہام کے بغیر عقل نہ صرف بے کار ہے بلکہ مضر بھی ہوتی ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’میں جداً و قطعاً کہتا ہوں کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کی پیروی میں صرف ایک نقصان نہیں بلکہ یہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اُس سے پیدا ہوتی ہیں ......

خداوند کریم نے جیسا ہر یک چیز کا باہم جوڑ باندھ دیا ہے۔ ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے۔ اس حکیم مطلق کا عام طور پر بھی قانون قدرت پایا جاتا ہے۔ کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ ہے تب تک اس کے جوہر چھپے رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات نفع کی جگہ ضرر ہوتا ہے۔ ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علم دین میں اس کے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہیں جب وہ جوڑ یعنے الہام اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ورنہ اپنے جوڑ کے بغیر ڈائن ہو کر ملتی ہے۔ سارا گھر نگلنے کو طیار ہو جاتی ہے۔ سارا شہر سنسان ویران کرنا چاہتی ہے۔ پر جب جوڑ میسر آ گیا تب تو چشم بد دور کیا ہی پاک صورت اور پاک سیرت ہے۔ جس گھر میں رہے مالا مال کر دے۔ جس کے پاس جائے اس کی سب نحوستیں اتار دے۔

تم آپ ہی سوچو کہ جوڑ کے بغیر کوئی چیز اکیلی کس کام کی؟ پھر تم کیوں یہ ادھوری عقل اس قدر ناز سے لئے پھرتے ہو۔ کیا یہ وہی نہیں جو کئی بار دروغ گوئی میں رسوائیاں اٹھا چکی؟ کیا یہ وہی نہیں جس کے سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہیں؟ مجھے بتایئے تو سہی کہ آپ کا جی کس پر بھرما گیا۔ یہ کہاں کی پری آ گئی جس کو دل دے بیٹھے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ اس نے تم سے پہلے کتنوں کا لہو پیا۔ کتنوں کو گمراہی کے کنوئیں میں دھکیل کر مارا تم جیسے کئی یاروں کو کھا چکی۔ صد ہا لاشیں ٹھکانے لگا چکی ......

پھر اس منہ اور اس لیاقت کے ساتھ ربانی الہام سے انکار کرنا اور آپ ہی خدا کا قائم مقام بن بیٹھنا اور حضرات مقدسین انبیاء کو اہل غرض سمجھنا یہ آپ لوگوں کی نیک طینتی ہے۔ اور اس سے دھوکا مت کھانا کہ عقل ایک عمدہ چیز ہے۔ ہم ہر یک تحقیق عقل ہی کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ بلاشبہ عمدہ چیز ہے۔ لیکن اس کا جوہر تب ہی ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنے جوڑ کے ساتھ شامل ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 169-171 حاشیہ نمبر 11)

قرآن کریم دنیا کی واحد الہامی کتاب ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حرف بحرف نازل ہوئی ہے اور دینی و دنیاوی مسائل کا حل بتاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی بات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيلًا

’’یعنے اس کتاب میں ہر یک علم دین کو بہ تفصیل تمام کھول دیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے انسان کی جزئی ترقی نہیں بلکہ یہ وہ وسائل بتلاتا ہے اور ایسے علوم کاملہ تعلیم فرماتا ہے جن سے کلی طور پر ترقی ہو......‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 225 حاشیہ نمبر 11)

آپ علیہ السلام نے اس غلط فہمی کو بھی دور کیا کہ الہام یعنی قرآن کریم اور عقل میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ظاہر ہے کہ عقل اور الہام میں کوئی جھگڑا نہیں اور ایک دوسرے کا نقیض اور ضد نہیں اور نہ الہام حقیقی یعنے قرآن شریف عقلی ترقیات کے لئے سنگ راہ ہے بلکہ عقل کو روشنی بخشنے والا اور اس کا بزرگ معاون اور مددگار اور مربی ہے۔ اور جس طرح آفتاب کا قدر آنکھ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور روز روشن کے فوائد اہل بصارت ہی پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی کلام کا کامل طور پر انہیں کو قدر ہوتا ہے کہ جو اہل عقل ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 300-301 حاشیہ نمبر 11)

پس یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ عقل اور الہام کے ملاپ سے انسان ترقی کرتا ہے۔ مگر یہاں ایک سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن کریم انسان کی اس ضرورت کو پورا کرتا ہے؟ کیا یہی وہ الہام ہے جس سے انسان اپنے خدا کو پاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے حقوق ادا کرتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

’’یعنی یہ عالی شان کتاب ہم نے تجھ پر نازل کی تا کہ تو لوگوں کو ہر یک قسم کی تاریکی سے نکال کر نور میں داخل کرے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس قدر انسان کے نفس میں طرح طرح کے وساوس گزرتے ہیں اور شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ ان سب کو قرآن شریف دور کرتا ہے۔ اور ہر یک طور کے خیالات فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفت کامل کا نور بخشتا ہے یعنے جو کچھ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اس پر یقین لانے کے لئے معارف و حقائق درکار ہیں سب عطا فرماتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 225 حاشیہ نمبر 11)

یہ دعویٰ بھی کوئی اور الہامی کتاب نہیں کرتی کہ وہ انسان کو اعلیٰ مدارج کی طرف لے جاتی ہے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو آج کے فتنہ و فسادوں سے انسان کو نجات بخش سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہی مسائل کا بہترین حل اپنی تقاریر میں دیا ہے جن کا مجموعہ World Crisis and the Pathway to Peace کے نام سے شائع ہے۔

اس کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض اور تقاریر کا مجموعہ بنام True Justice and Peace شائع ہے جس میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سنگین بے انصافی اور جرائم کی طرف رجحان کا حل بتایا ہے اور امن عالم کے قیام کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم کو مشعل راہ قرار دیا ہے۔

آج کی دنیا نے جہاں عقل پر اتنا بھروسہ کیا ہے وہاں مذہب پر بھی یہ حملے کیے ہیں کہ وہ امن کے خلاف تعلیم دیتا ہے اور فساد کے پھیلانے میں اس کا ہاتھ بھی ہے۔ بے شک یہ بے بنیاد اور قلت تدبر پر مبنی الزام ہے مگر اس بات کا کوئی سلیم الفطرت شخص انکار نہیں کرے گا کہ عقل کی بنیاد پر اس دنیا نے اب تک نہ صرف دو خوفناک عالمی جنگیں دیکھی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ آج ایک تیسری عالمی جنگ کی بھی تیاری کر رہی ہے جس سے لاکھوں نہیں بلکہ اربوں لوگوں کے مرنے اور معذور ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس کے باوجود اسلام عقل کو پس پشت نہیں ڈالتا۔ نہ ہی دیگر مذاہب کی طرح علم اور عقل کے استعمال اور اشاعت سے روکتا ہے۔ اسلام ان دونوں کے درمیان صلح کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’الہام کے تابعین نہ صرف اپنے خیال سے عقل کے عمدہ جوہر کو پسند کرتے ہیں بلکہ خود الہام ہی ان کو عقل کے پختہ کرنے کے لئے تاکید کرتا ہے۔ پس ان کو عقلی ترقیات کے لئے دوہری کشش کھینچتی ہے ایک تو فطرتی جوش جس سے بالطبع انسان ہر یک چیز کی ماہیت اور حقیقت کو مدلل اور عقلی طور پر جاننا چاہتا ہے دوسری الہامی تاکیدیں کہ جو آتش شوق کو دوبالا کر دیتی ہیں۔ چنانچہ جو لوگ قرآن شریف کو نظر سرسری سے بھی دیکھتے ہیں وہ بھی اُس بدیہی امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس کلام مقدس میں فکر اور نظر کی مشق کے لئے بڑی بڑی تاکیدیں ہیں یہاں تک کہ مومنوں کی علامت ہی یہی ٹھہرادی ہے کہ وہ ہمیشہ زمین اور آسمان کے عجائبات میں فکر کرتے رہتے ہیں اور قانون حکمت الہیہ کو سوچتے رہتے ہیں ......‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 303-305 حاشیہ نمبر 11)

شام کی جنگ کو دس سال ہو چکے ہیں۔ اگر عقل اس کا اور باقی دنیوی مسائل کا کوئی حل نکال سکتی تو ضرور اب تک نکال چکی ہوتا۔ ظاہر ہے کہ عقل اس فتنہ اور فساد پردازوں کا سامنا کرنے سے قاصر ہے۔ ضرور ہے کہ اب اور حل ڈھونڈے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا اسلام کی سچائی اور امن عالم کی خوبصورت تعلیم کو پہچاننے والی ہو اور اس پر عمل کرنے والی ہو آمین۔

مریم رحمان

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

عہدیداران کے لئے ایک لائحہ عمل

عہدیدار جماعت کا وہ خدمت گار ہے جس کو لوگوں نے جماعتی خدمت کے لئے چنا ہو اور مرکز نے اسکی منظوری دی ہو یا وہ نامزد ہوا ہو۔ جماعتی عہدیدار وہ ہے جو خلیفہ وقت کے نمائندہ کے طور پر اپنے اپنے علاقہ جات میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اطاعتِ خلافت، عدل وانصاف، عاجزی و انکساری، ہمدردیٔ خلق، صبر وتحمل، امانت و دیانت داری، خوش اخلاقی، دردِدل، اخلاص اور حکمت کے ساتھ جماعتی خدمت بجالائے۔

عہدیدار کی ذمہ داری

قرآنِ مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ

(النحل:126)

ترجمہ:اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

پھر دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے

فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ ۚ وَ لَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ ۪ فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ وَ شَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ

(آل عمران:160)

ترجمہ:اس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ

ترجمہ:قوم کا سردار اور لیڈر قوم کا خادم ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’لوگوں کے لیے آسانی مہیا کرو۔ ان کے لیے مشکل پیدا نہ کرو۔ اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو مایوس نہ کرو‘‘

(مسلم کتاب الجھاد)

حضرت مسیح موعودؑ نے ہدایت اور تربیتِ حقیقی کو خدا کا فعل قرار دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ

’’ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئینگے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔۔۔ ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد وآدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائیگا‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

مندرجہ بالا اقتباس گوخصوصاً ہے تو تربیتِ اولاد کے حوالہ سے مگر ہر عہدیدار کے لئے جو اپنے حلقہ یا مجلس کا نگران و ذمہ دار ہے اور ممبرانِ جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے کوشاں ہے تو افراد جماعت اسکے فیملی ممبرز کی طرح ہیں۔ اس اقتباس میں بہت خاص ہدایت ہے جسکی پابندی بہت سارے مسائل اور پریشانیوں سے ہمیں بچا سکتی ہے۔

آپؑ نے ایک اور موقع پر نصیحت کرنے کے طریق کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس (جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ(النحل:126) ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو، اسی طرز کلام ہی کا نام خدا تعالیٰ نے حکمت رکھا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 104)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’اب عہدیداروں کو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے لئے پیار اور محبت کے پر پھیلائیں۔ خلیفہ وقت نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ اور آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کو آپ کی نگرانی میں دیا ہے۔ ان کا خیال رکھیں۔ ہر ایک احمدی کو یہ احساس ہو کہ ہم محفوظ پروں کے نیچے ہیں۔ ہر ایک سے مسکراتے ہوئے ملیں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو‘‘

(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2004ء)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔

نظام جماعت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت اپنی اناؤں اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آجانے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا اور کرنا چاہئے۔ جماعت کے احباب سے پیار، محبت کے تعلق کو بڑھانے، ان کی باتوں کو غور اور توجہ سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہئے۔ تبھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عہدیداران اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کر رہے ہیں یا کم از کم ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003)

اسی خطبہ جمعہ کے آخر میں آپ نے عہدہ داران کو بہت سی ہدایات سے نوازا ہے آپ فرماتے ہیں

’’تو خلاصۃً یہ باتیں ہیں: (1)… عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔ اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں، افراد جماعت ہوں یا کارکنان، آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔ (2)… یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ ان کے دل جیتنے ہیں، ان کی خوشی غمی میں ان کے کام آنا ہے۔ اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔ (3)… امراء اور عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے، شریف النفس ہوں، جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔ (4)… کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں۔ (5)… پھر یہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ پھر کبھی اپنے گرد ’’جی حضوری‘‘ کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے پھر ایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے ارد گرد اکٹھے نہ کرے۔ (6)… پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیسا کہ میں بیان بھی کر چکا ہوں کہ جہاں نظام جماعت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو، عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔ یہ تو عہدیداران کے لئے ہے لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتا ہوں کہ آپ پر بھی، جو عہدیدار نہیں ہیں، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دعا کرنا ہے‘‘

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں مسلسل جائزے لینے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ نے 26 ستمبر 2020ء کو نیشنل مجلس عاملہ بیلجیئم جماعت کو (آن لائن) ملاقات میں شعبہ تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کے حوالہ سے سب تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ کو پہلے خود اپنا اچھا نمونہ دکھانے اور وقفِ عارضی کرکے خود قرآنِ کریم پڑھانے کا نمونہ دکھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا

’’صرف کاغذ فل کرنا اور لوگوں کے پیچھے پڑنا بات نہیں ہے۔ خود عہدیدار جو اپنا نمونہ (اچھا) دکھائے گا لوگ خود ہی کام کرنا شروع ہو جائینگے۔‘‘

آپ نے 12 ستمبر 2020ء کو مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی نیشنل عاملہ و قائدین مجالس کی (آن لائن) ملاقات میں واقفین زندگی کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا (جو کہ ہر تنظیم کے عہدہ دار کے لئے اور ہر فرد جماعت کے لیے بھی مشعلِ راہ ہیں)

1. بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں۔
2. تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔

3. میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر۔
4. پانچ نمازیں۔
5. اللہ کا ڈر نہ چھوڑو۔
6. بس ہر ایک سے عاجزی سے ملیں۔خوش اخلاقی سے ملیں۔
7. اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کریں۔دوسروں سے بڑھ کر۔
8. اپنا نمونہ دکھائیں۔لوگوں کے نمونے نہ دیکھیں۔

امن وسلامتی کے سلطان پیارے آقا کے مندرجہ بالا ارشادات نہ صرف جماعت کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں بلکہ معاشرے، گھروں کو جنت نظیر بنانے کی کلید ہیں۔مگر شرط ان ارشاداتِ مبارکہ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

یہ خدائی پیاری جماعت اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک حکم پر اپنی جان، مال، وقت، عزت، اولاد کو قربان کرنے والی جماعت ہے۔ہر عہدہ دار پر آپ کے نمائندہ ہونے کے ناطے عہدہ کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے جسے پوری اطاعت اور ایمان داری سے نبھانا ہر عہدیدار کا اولین فرض ہے۔ہر عہدیدار کو اپنا محاسبہ کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ کہیں ہم پیارے آقا کا معاون و مددگار بننے کی بجائے پیارے آقا کے لئے مشکلات تو پیدا نہیں کر رہے۔

*اگر ہم حسنِ ظنی سے کام لیں تو ہوسکتا ہے ہم عہدہ داران کا انفرادی رپورٹ لینے کا طریقہ مناسب نہ ہو۔

*ہوسکتا ہے کہ اگلا خدانخواستہ بیمار ہو یا کسی مشکل و مجبوری کا شکار ہو!اور بروقت فارم فِل نہ کرسکتا ہو۔

*ہوسکتا ہے بعض افراد کو یہ ماہانہ انفرادی فارم سمجھ سے باہر، مشکل اور لمبے لگتے ہوں۔اگر ایسا ہے تو ان فارمز پر نظر ثانی کرکے ان کو آسان تر، سادہ اور مختصر بھی بنایا جا سکتا ہے۔

*افرادِ جماعت سے رپورٹ لینے کے طریقہ کار کو بھی بدلا جاسکتا ہے۔عہدہ داران کا کام تو افرادِ جماعت کو نظام سے جوڑے رکھنا ہے۔اور ان کو نرمی اور حکمت کے ساتھ مسلسل تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے رہنا ہے(نا کہ کسی کی کمزوری کا اشتہار دیا جائے)۔

جب عہدہ داران خدا تعالیٰ کی خاطر، نیک نیتی سے قابل صد احترام پیارے آقا کے مندرجہ بالا تمام ارشادات کو مدِنظر رکھتے ہوئے رپورٹ لیں گے تو ان شاءاللہ ضرور مثبت جواب آئے گا۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

آنسہ محمود بقاپوری۔ امریکہ

حدیقۃ النساء

مسجد میرا امیکہ!

ہم امریکہ میں رہتے ہیں، اس پردیس میں جہاں ہم پر تربیت اولاد جیسی بھاری ذمہ داری ہے وہاں اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کی جدائی بھی ہے۔ہم نے ان دونوں مسائل کا حل اپنے پیارے امام کی والدہ حضرت آپا ناصرہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں ڈھونڈا، جو ہم نے آپ کے نام پر آنے والے مصباح نمبر میں پڑھے تھے۔ یاد رہے! حضرت آپا ناصرہ بیگم صاحبہ وہ ہستی ہیں جو ایک نبی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں، جو ایک خلیفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں، دو خلفاء یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہن ہیں اور ایک خلیفہ یعنی حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماں ہیں۔ اس تمام تعارف کے بعد ان کی اور ان کے کہے گئے الفاظ کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

اب ہم واپس اپنی داستان کی طرف آتے ہیں۔کہ ہم نے ان کے ایسے کون سے الفاظ پڑھے؟ جس میں ہمیں اپنے دونوں مسائل کا حل نظر آیا۔ کچھ اس طرح ہے کہ آپ سے، ایک عورت نے پاکستان سے باہر رہنے والے افراد کے لئے مشورہ طلب کیا کہ اس ماحول میں اولاد کی تربیت کیسے کی جائے کہ ان پر باہر کا ماحول اثرانداز نہ ہو؟ آپ یعنی حضرت آپا جان ناصرہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ’’بچوں کو بیت (یعنی مسجد) سے جوڑ دو‘‘

اب جب ہم اس ملک میں ہیں اور ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کی فکر لاحق ہوتی ہے اور جو ہمارا خیال ہے کہ ہم جیسی ہر ماں کو لاحق ہے۔ تو ہمیں حضرت آپا ناصرہ بیگم صاحبہ کی نصیحت یاد آتی ہے اور ہم مسجد کی طرف بھاگتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو مسجد سے جوڑ دیں، اس سے نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بعد میں ہمارے بچے اپنے احمدی دوستوں سے مل اور کھیل بھی لیتے ہیں اور ہم اپنی احمدی بہنوں سے ملاقات بھی کر لیتی ہیں۔جس سے ہمیں اپنے قریبی رشتہ داروں سے دوری کا احساس بھی کم ہو جاتا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

ایک روز ہم نماز کے بعد اپنی کچھ بہنوں کے پاس مسجد میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور ہمارے بچے، ہمارے ارد گرد مسجد میں ہی کھیل رہے تھے، ہماری ایک بہت ہی پیاری باجی نصرت ہیں، کہنے لگی ’’آنسہ! دیکھو ہمارے بچے مسجد میں آ کر ایسے کھیل رہے ہیں جیسے نانکے آئے ہوتے ہیں ان کو کسی کا کوئی ڈر نہیں‘‘ ان کے الفاظ سن کر ہمارے اندر کی سب اداسیاں جاتی رہی اور ہم بولے ’’باجی آپ نے سچ کہا کہ ’’یہ مسجد ہمارا میکہ ہی تو ہے‘‘ جو اس پیارے رب کا گھر ہے جو ستر ماؤں سے بڑھ کر ہم سے پیار کرتا ہے اور اس کا گھر واقعی ہمارا میکہ ہے جہاں ہمارے بچوں کو کسی کا کوئی ڈر نہیں۔‘‘ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو ہمیشہ مسجد سے جوڑے رکھے، آمین۔

اب کچھ روز قبل رمضان گزرا ہے۔ ہماری مسجد میں نماز عصر، پھر درس القرآن، پھر افطاری، پھر نماز مغرب، پھر کھانا، پھر نماز عشاء اور پھر تراویح کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بہت سی مائیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچے لے کر مسجد آتی رہی۔ اس خوشی کے ساتھ ساتھ کچھ تلخ باتیں بھی دیکھنے میں آئیں۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ عصر تا نماز تراویح ایک لمبا وقت ہوتا تھا ایسے میں بعض اوقات بچے اور بعض اوقات مائیں، اپنے کمسن بچوں کو مسلسل کنٹرول کرتے کرتے تھک جاتی تھی۔ اور چونکہ ماؤں کو خود بھی نماز پڑھنی ہوتی تھی۔ بعض وقت سات سال سے بھی کم عمر کے بچے دوران نماز کھیلنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایسے میں بعض خواتین نے ایسے بچوں کی ماؤں کو بہت ڈانٹا۔ اور ہم ان روتی ماؤں کی ساری سچویشن یعنی مجبوری سمجھنے کے باوجود کچھ نہ کر پاتے۔ اپنے آپ کو انتہائی بے بس محسوس کرتے اور چاہتے کہ ان کے لئے کچھ کریں، لیکن کیا کریں؟ ایسے میں ہماری سوچ اس رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نماز شروع کرتا ہوں تو ارادہ کرتا ہوں کہ دیر سے ختم کروں، مگر کسی بچے کے رونے کی آواز کان میں پڑ جاتی ہے تو نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ یہ بچے پر بھی رحم ہے اور ماں پر بھی (بخاری کتاب الصلوۃ جلد اول حدیث 669 صفحہ 456) اس بات میں ہمیں یہ نقطہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر کس کے لئے کرتے تھے؟ کہ کیا نمازیوں پر رحم کی خاطر؟ یا اس لئے مختصر فرماتے تھے کہ بچے اور ماں کو تکلیف نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس مومن کی نماز معراج تک پہنچی ہوئی ہوسکتی ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ڈسٹرب نہیں ہوئی تو ہماری کیوں اتنی جلدی ڈسٹرب ہو جاتی ہے؟ اور ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں؟ کہ بچے، بچے ہی ہوتے ہیں، وہ معصوم ہوتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہم نے بچوں کو مسجد کے آداب سکھانے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہم نے بچوں کو نماز پڑھنی سکھانی ہے۔ لیکن جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کرنے کا فرمایا ہے کیا اس کی کمر کے اوپر سجدہ کے دوران بچے نہیں چڑھتے تھے؟ (ابوداؤد کتاب الادب) اور پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یا ان کی ماؤں کو کبھی بھی تکلیف دہ کلمات سے نوازا تھا؟ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں پیارے نبی نے چھوٹے بچوں کی ماؤں کو قصوروار ٹھہرایا ہو۔

یہ سب سوچنے اور سمجھنے کی باتیں ہیں۔ کہ ہمارا دین سختی یا جبر کا دین نہیں۔ ہمارا دین پیار اور محبت سے نصیحت کرنے کا دین ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ: 23) یعنی ’’تو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا‘‘ اس لئے اس بات کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ داروغہ بننے کی اجازت تو پیارے رب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کو نہیں دی تو ہم کون ہوتے ہیں؟ ہمیں اپنی حدود کو پہچاننا چاہئے اور ان کو پار نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی بچے سے کوئی غلطی سرزد ہو بھی جائے تو بھی ہمیں وسعت حوصلہ دکھانا چاہئے، تاکہ ہمارے بچے مساجد سے جڑے رہیں ورنہ ہم بہت سے بچوں کو مساجد اور دین سے دور کرنے والے ہوں گے، اور ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ جو ماں اپنے بچے کو آج کل کے دور میں مسجد لائی ہے وہ اپنے بچے کی تربیت کی فکرمند ہے تو لائی ہے؟ اس پر یہ بدظنی نہیں کرنی چاہئے کہ خدانخواستہ وہ اپنے بچے سے لاپرواہ ہے۔ بہرحال جو بچے مسجد آتے ہیں وہ بچے ان بچوں سے بہت بہتر ہیں جو مسجد نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چل کر اپنی اولادوں کی نیک تربیت کرنے والے ہوں۔ اور اپنی نئی نسلوں کو مسجدوں کے ساتھ جوڑنے والے ہوں۔ آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: باسط احمد۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

پروگرامز بسلسلہ یوم خلافت، بواکے ریجن آئیوری کوسٹ

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال(2022) بھی ماہ مئی میں بواکے(Bouaké)ریجن میں یوم خلافت کے حوالہ سے مختلف پروگرامز منعقد کئے گئے جن کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

1۔ بواکے شہر(Bouaké)

بواکے شہر میں ماہ مئی میں 3 خطبات بعنوان خلافت مکرم ابراہیم صلہ صاحب معلم سلسلہ نے دیئے اسی طرح بعد از نماز مغرب دو درس اور بعد از نماز فجر بھی دو مرتبہ خلافت کے موضوع پر درس دیئے گئے۔مورخہ 29 مئی بروز اتوار مسجد فضل عمر بواکے میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جو کہ خاکسار (باسط احمد ریجنل مشنری)کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم صلہ ابراہیم صاحب معلم سلسلہ نے برکات خلافت کے عنوان سے تقریر کی۔ بعد ازاں ڈاکی ساگا ہارون صاحب صدر جماعت بواکے نے بعنوان خلافت کی بابت صحائف قدیم اور قرآن و حدیث میں پیش گوئیاں تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے منصب خلافت اور خلافت سے ذاتی تعلق کی اہمیت وضرورت کے عنوان سے تقریر کی۔مکرم کونے داؤد صاحب صدر خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ نے خلافت کے زیر انتظام قائم نظام شوری نیز شوری آئیوری کوسٹ 2022 کی مختصر رپورٹ پیش کی۔بعد ازاں دلچسپ مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔دعا کے ساتھ بابرکت اجلاس کا اختتام ہوا اور تمام شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جو کہ لجنہ اور ناصرات کی ایک ٹیم نے تیار کیا۔

2۔ نیا کارا جماعت(Niakara)

اس جماعت میں دوران ماہ مئی 2 خطبات بعنوان مکرم جاراسوبا سلیمان صاحب لوکل مشنری نے دیئے اسی طرح بعد از نماز مغرب دو مرتبہ دروس کے ذریعے بھی خلافت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔مورخہ 28 مئی بروز ہفتہ نیا کارا شہر میں لوکل مشنری نیا کارا کی زیر صدارت ایک جلسہ خلافت کا بھی انعقاد کیا گیا۔جس میں مکرم جاراسوبا سلیمان صاحب نے حاضرین سے خلافت کی ضرورت اور اہمیت کے بارہ میں خطاب کیا۔

3۔ Diembrossedougou جماعت

اس جماعت میں مئی کے دوران دو خطبات جمعہ مکرم میزہ وترا صاحب معلم سلسلہ نے بعنوان خلافت دیئے۔اسی طرح نماز مغرب کے بعد 3 مرتبہ درس بابت اہمیت و برکات خلافت دیئے گئے۔

4۔ پے کاہا جماعت(Pekaha)

اس جماعت میں 29 مئی بعد از نماز مغرب ایک اجلاس بابت خلافت کا انعقاد ہوا جس میں لوکل مشنری مکرم جاراسوبا سلیمان صاحب نے حاضرین جلسہ سے برکات خلافت کے عنوان پر خطاب کیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور اسکی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ایک سبق آموز بات

آجکل کے دور میں قرض لینا ایک عادت اور ایک فیشن بن چکا ہے۔مختلف کمپنیاں اپنی اپنی پراڈکٹس بیچنے کے لیے نت نئے طریق اختیار کرتی ہیں اور ان کا بنیادی مقصد زیادہ سے زیادہ صارف اکٹھے کرنا ہوتا ہے،اب تقریباً ہر چیز(موبائل فون سے لے کر کار تک اور کپڑوں سے لے کر گھر تک)ہر جگہ سے آسان قرض پر دستیاب ہوتی ہے اور اس قرض کے ساتھ سود لگا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اصل قیمت بہت بڑھ جاتی ہے لیکن لوگ اپنی وقتی آسانی دیکھتے ہیں اور آخر کار بہت مشکل مالی حالات میں گھر جاتے ہیں۔ چدّر دیکھ کر پیر پھیلانے اور خواہشات پر کنٹرول کرنے کے سنہری اصولوں پر عمل کر کے ہم قرض اور سود کی لعنت سے بچ سکتے ہیں۔

طاہر احمد۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن فن لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

15جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:21	19:06
مدینہ منورہ	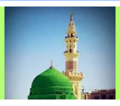	04:13	19:13
قادیان		03:56	19:35
ربوہ		03:36	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:35	21:13

فقہی کارنر

پھٹی ہوئی جراب پر مسح کرنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

میں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے جراب میں ذرا سا سوراخ ہو جاتا تو فوراً اس کو تبدیل کر لیتے مگر میں اب دیکھتا ہوں کہ لوگ ایسی پھٹی ہوئی جرابوں پر جن کی ایڑی اور پنجہ دونوں نہیں ہوتے مسح کرتے چلے جاتے ہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟ شریعت کے احکام کی واقفیت نہیں ہوتی۔ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ رخصت اور جواز کے صحیح محل کو نہیں سمجھتے۔

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 45)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)